مروجہ کمیٹی رقوم سے متعلق فقہی تحقیق

تحقیق از: دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مروجہ کمیٹی رقوم کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

سائل مولوی عمر آیاز بنوں!

الجواب باسمہ تعالیٰ!

ذیل میں مروجہ کمیٹی کی بعض صورتیں:

اس وقت چونکہ ہمارے معاشرے میں کمیٹی رقوم انتہائی مروج ہے۔ اور روز بروز یہ سلسلہ بڑھتا جارہا ہے۔ کمیٹی دراصل چند افراد ملکر بطورِ قرضِ مشترک رقوم جمع کرتے ہیں۔ اور ان کے درمیان یہ فیصلہ طے ہوتا ہے کہ اتنی مدت تک کے لئے کھاتہ میں ہر شریک مقررہ رقم جمع کرائیگا۔ پھر حسب شرائط قرعہ سے یا بغیر قرعہ کے جمع شدہ رقوم تقسیم کی جاتی ہے۔ اور قرعہ میں نکلنے والے نام کے شخص کو جملہ رقوم دی جاتی ہے۔

"علی ھذا القیاس" یکے بعد دیگرے سب کے سب شرکاء اس عقد سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور یکمشت اتنی خطیر رقم سے انسان اپنی ضرورت پوری کرسکتا ہے۔

کمیٹی رقوم کی چند صورتیں:

ا۔ کمیٹی کی پہلی صورت:

پہلی صورت یہ ہے کہ دس آدمی دس دس ہزار روپے کی شرکت سے ایک لاکھ روپے جمع کرلیتے ہیں اور حسب معاہدہ ساری رقم ایک ہی شخص لے لیتا ہے۔ اب ان اپنی اصل رقم جو کہ دس ہزار تھی اس کے علاوہ نوے 90 ہزار روپے اضافی آگئے۔

اس صورت میں اگرچہ مالک کی اصل رقم میں کمی بیشی واقع نہیں ہے۔ مگر تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے۔ جو کہ آپس میں معاہدے کی پاسداری کے نتیجے میں ہے۔

۲ کمیٹی کی دوسری صورت:

دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً سو آدمی کمیٹی میں شریک ہوجاتے ہیں۔ اور آپس میں یہ بات طے ہوجاتی ہیں۔ کہ 100 شریکوں میں سے جن چالیس آدمیوں کا قرعہ میں پہلے نام نکلے گا۔ ان کو بالترتیب ایک مخصوص حصہ دیکر فارغ کردیا جائے گا۔ چنانچہ یہ چالیس آدمی فائدہ اٹھا کر نکل جاتے ہیں۔ اب کمیٹی کا ذمہ دار شخص ساٹھ آدمیوں کو ان جمع شدہ رقم کی مقدار فی الفور ادا کریگا۔ اس صورت میں کمیٹی کا ذمہ دار

شخص ایک خطیر رقم آمدنی کی صورت میں اٹھالیتا ہے۔

۳۔ کمیٹی کی تیسری صورت:

تیسری صورت یہ ہے کہ بیس آدمی 100,100 روپے جمع کرتے ہیں۔ پھر بولی بولی جاتی ہے حاضرین میں سے جو زیادہ قیمت پر اس کو خرید لیتا ہے۔ وہ رقم یکمشت اس کو دی جاتی ہے اور خریدنے والے سے یہ معاہدہ طے کیا جاتا ہے۔ کہ ہفتہ دو ہفتہ میں بولی میں دی جانے والی رقم دینی ہوگی۔

۴۔ کمیٹی کی چوتھی صورت:

بسا اوقات مثلاً سو آدمی 100 روپے روز کمیٹی ڈالتے ہیں پندرہ ماہ تک کی کل مدت ہوتی ہے ہر ماہ میں ایک کمیٹی کھولتے ہیں۔ پندرہ ماہ کے اندر اندر جس ممبر کی کمیٹی کھلتی ہے چاہے پہلے ہی کھلے وہ کمیٹی لے لے گا۔ اور کمیٹی لینے کے بعد وہ کوئی رقم کمیٹی والوں کو ادا نہیں کرے گا۔ یعنی پہلی کمیٹی صرف 3000 روپے دیکر 45 ہزار روپے حاصل کرے گا۔ پندرہ ماہ تک وہ پندرہ ممبران کی کمیٹی کھولیں گے اور انہیں اسی طرح 45 ہزار روپے ادا کرتے رہیں گے۔ پندرہ ماہ پورے ہونے کے بعد بقایا 85 ممبران کو بھی وہ 45 ہزار روپے فی ممبر ادا کردیں گے۔

اب صورتحال کچھ اس طرح بنتی ہے کہ 100 ممبران کی ایک ماہ میں انہیں 25500 ہزار روپے، 45 ہزار روپے ادا کرنے کے بعد رقم بچتی ہے۔ پندرہ ماہ تک ان کے پاس کل رقم 3825000 روپے جمع ہوتی ہے پندرہ ماہ پورے ہونے پر 100 ممبران جس میں پندرہ ممبران ہر ماہ نکلنے والی کمیٹی کے بھی شامل ہیں انہیں کل رقم ادا کرنی ہے۔ 45 ہزار روپے اس طرح پندرہ ماہ بعد انہیں 675000 روپے کا نقصان ہوگا۔

اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے وہ سیونگ بنک میں منافع حاصل کرنے کے لئے ہر روز رقم جمع کرتے رہتے ہیں یا پھر وہ ممبران کی رقم سے بزنس کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب جو چیز مارکیٹ میں سستی ملتی ہے اس کا ذخیرہ کر لیتے ہیں اور جب مارکیٹ میں مال ختم یا مہنگا ہو جاتا ہے تو اسے فروخت کر دیتے ہیں یا پھر انعامی بانڈز زیادہ تعداد میں خرید لیتے ہیں۔ ان میں بھی کوئی نہ کوئی انعام نکل آتا ہے۔ ان طریقوں سے وہ نقصان کی رقم پوری کرتے ہیں۔

۵۔ کمیٹی کی پانچویں صورت:

کمیٹی کی صورتوں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ جسے عام عرف میں بیسی کمیٹی بولا جاتا ہے۔ مثلاً چالیس آدمی کی ایک کمیٹی ہے جس میں ہر ممبر ماہانا 1500 روپے جمع کرتا ہے۔ جس سے مجموعی رقم 60000 روپے بن جاتی ہے یہ نیلامی کمیٹی ہے۔ جب سب ممبر اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو اس پر بولی لگتی ہے کہ یہ 60000 روپے ایک ممبر اپنی مرضی سے 16000 روپے میں لے لیتا ہے اور اس سے شخص کو آگاہ کیا

جاتا ہے۔ کہ آپ کو نقصان ہوگا۔ اور یہ تمام رقم کمیٹی کے تمام ممبروں پر تقسیم کرنے سے ہر ایک ممبر کے حصہ میں 400 روپے سود کے آجاتے ہیں۔

۶۔ کمیٹی کی چھٹی صورت:

مثلاً دس آدمی ایک ماہ تک 100,100 روپے جمع کر لیتے ہیں تو ایک مہینے کے بعد شرکاء میں سے ایک شخص اس تمام رقم کے بارے میں سب کو اس بات پر راضی کر لیتا ہے کہ یہ رقم جو کہ ٹوٹل 30000 روپے بنتی ہے اس میں سے صرف مجھے 20000 روپے فی الحال دے دو میں اپنے حصہ سے فارغ ہو جاؤنگا۔

جملہ صورتوں کی بالترتیب جوابات:

(۱)...... جملہ صورتوں میں سے صرف پہلی صورت کے بارے میں فقیہہ العصر مولانا یوسف لدھیانوی صاحب نے لکھا ہے "اس طرح کی کمیٹی کا طریقہ قرض کے لین دین کا معاملہ ہے میں تو اس کو جائز سمجھتا ہوں" (بحوالہ آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۶ ص ۲۷۰)

فتاویٰ حقانیہ میں ہے:

"چند افراد کا اس طرح ہر ماہ برابر برابر رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے کسی ایک کو دینا امداد باہمی اور قرض ہے۔ اس میں تملک اور تملیک نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک شریک چاہتا ہے کہ اس بار جمع کی گئی رقم مجھے مل جائے، تو رفع نزاع اور خوش دلی کے لئے قرعہ اندازی کر لیتے ہیں۔ جہاں سب شرکاء کے حقوق مساوی ہوں۔ وہاں طیب خاطر کے لئے قرعہ ڈالنا جائز ہوتا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ، جلد ۶ ص ۱۹۹ تا ۲۰۰)

اور فتاویٰ شامی میں ہے: "**ویکتب اسامیهم ویقرع لتطیب القلوب . (ردالمحتار ج ۵ ص ۱۶۶ کتاب القسمة)**".

اور بدائع الصنائع میں ہے:

"**لالان القرعة یتعلق بها حکم بل لتطیب النفوس ولو ردالسنة بها ولان ذلک انفی للتهمة فکان سنةً. (بدائع الصنائع جلد ۷ ص ۱۹ کتاب القسمة)**".

لہٰذا کمیٹی کی پہلی صورت جو کہ سب شرکاء کا حصہ مساوی ہو اور مدتِ متعین کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعے نام نکلنے والے شخص کو رقم دیکر جب سب شرکاء کو نمبروار حصہ مل جائے تو اس طرح کمیٹی کے ڈالنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ جائز ہے۔

دوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں صورت کی کمیٹی چونکہ سود پر مبنی ہے۔ چنانچہ ان تمام صورتوں میں یا تو ہر ممبر کے حصہ میں بلاعوض نفع آتا ہے۔ اور یا صرف کمیٹی رقوم کو جمع کرنے والے شخص کو نفع حاصل ہوتا ہے۔

ان صورتوں میں ایک شخص خطیر رقوم کا مالک بن جاتا ہے باوجودیکہ انہوں نے کوئی عمل نہیں کیا۔ لہٰذا جب بلاعوض نفع کی صورت پیش آجائے تو اس میں سود آتا ہے اور سود کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:"الذین یاکلون الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المسّ ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل الله البیع وحرم الربواO"

ترجمہ:''جولوگ کھاتے ہیں سود وہ نہیں اٹھیں گے قیامت کومگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھودیئے ہوں۔ جن نے لپٹ کر یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو۔'' (۔ترجمہ از تفسیر عثمانی)

اور حدیث میں ہے:"کل قرض جرنفعاً فهو ربوا. "

''ترجمہ: یعنی ہر وہ قرض جس میں نفع ہو تو وہ سود ہے۔''

اور علامہ ابن حزم المحلی لکھتے ہیں:

"لایحل اقراض شئ لیردالیک إقل ولا اکثر ولا نوع اخراصلاً. (اعلاء السنن جلد ۱۲ ص ۴۶۷، ۴۶۸)"

اور موفق رحمه الله نے المغنی میں تحریر فرمایا ہے:"وکل قرض شرط فیه الزیادة فهو حرام بلاخلاف ."

ترجمہ: قرض میں زیادتی کی شرط لگائی جائے تو بلا اختلاف حرام ہے۔

اور ردالمحتار میں ہے:"لان الربا هو الفضل الخالی عن العوض .(باب التفرقات ج ۵ ص ۲۴۱)".

ترجمہ:''رِبا اس زیادتی کو کہتے ہیں جو خالی عن العوض ہو۔''

اور اعلاء السنن میں ہے:"واجمعوا علی ان المسلف اذا شرط علی المستسلف زیادة اوهدیة فاسلف علی ذلک ان یاخذ الزیادة علی ذلک ربا. (جلد ۱۴، ص ۴۶۸)".

ترجمہ:۔قرض خواہ اگر قرض پر زیادتی یا ھدیہ کی پیشگی کی شرط عائد کر کے قرض دے تو اس زیادتی اور ہدیہ کا لینا ربا ہوگا۔

اور حضرت ابی بن کعب ، ابن عباس ، ابن مسعود رضی الله عنهم ان اکابر صحابہ نے اس طرح کے قرض سے منع فرمایا ہے۔

"انهم نهوا عن قرض جر منفعة ولانه عقد ارفاق وقربه فاذ اشرط فیه الزیادة اخرجة عن موضوعة .(اعلاء السنن جلد ۱۴، ص ۴۶۷)".

بہرحال قرآن، احادیث اور فقہی جزئیات کی رو سے مذکورہ بالا پانچوں قسم کی کمیٹی رقوم ناجائز اور حرام ہے۔

(٦)......چھٹی صورت میں رقوم جمع کرنے والا شخص کمیٹی کے شرکاء میں سے ایک شریک کو تمام رقم اس شرط پر دے دیتا ہے کہ جمع شدہ رقم میں سے کچھ رقم شرکاء کے لئے چھوڑ دے جیسا کہ سوال نمبر ٦ میں مثال گذر چکی ہے۔اس بارے میں بھی صریح احادیث موجود ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”عن ابی هريرة رضی الله عنه اتيت المدينة فلقيت عبد الله بن سلام فقال الا تجئ فا طعمک سويقا وتمرا و تدخل فی بيت ثم قال انک بارض الربا بها فاش اذالک علی رجل حق فاهدی اليک حمل تبن اوحمل شعير اوحمل قت فلا تاخذه فانه ربا. (صحيح البخاری ج ۱ ص ۵۳۸)“

ترجمہ: ”حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ آیا اور عبداللہ بن سلام کو ملا اور کہا میرے پاس کیوں نہیں آئے میں تجھے ستو پلاتا، خاص کھجوریں کھلاتا اور تو میرے گھر میں داخل ہوتا جس گھر میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے) پھر فرمایا کہ تو ایسی سرزمین میں رہتا ہے۔ جہاں ظاہر و باہر ربا کا کاروبار ہوتا ہے۔ جب تیرا کسی پر قرض ہو وہ تجھے بطورِ ھدیہ، بھوسہ، جو یا گھاس کی گانٹھ دینا چاہے تو مت لینا کہ یہ ربا میں داخل ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا صورتوں میں سے صرف پہلی صورت بلا کراہت جائز ہے۔ اور بقیہ تمام صورتیں چونکہ سود پر مبنی ہے۔ اس لئے وہ ناجائز اور حرام ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر کہیں کمیٹی کی نئی قسم مروج ہے اور اس میں سود یا شائبہ سود ہے۔ تو وہ بھی ناجائز والی صورتوں میں داخل ہوگی۔

فقط والله اعلم بالصواب.

الجواب صحیح
مولانا مفتی محمد انور شاہ
رئیس مفتی جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

کتبہ:
عظمت اللہ بنوتی
نائب دارالافتاء جامعة المرکز الاسلامی پاکستان بنوں
صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بمطابق ۰۵/۰۲/۲۰۰۹

آئندہ فقہی اجتماعات کا لائحہ عمل

قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ عصر حاضر میں جدید مشکل مسائل کے حل و تحقیق کے لئے آئندہ فقہی اجتماعات و کانفرنسوں کے انعقاد، موضوعات اور عنوانات اور اپنی علمی تحقیقی آراء و تجاویز سے خط کے ذریعے مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی کو مطلع فرمادیں۔

رابطہ: دفتر مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں
فون نمبر: 0928-331351 فیکس نمبر: 0928-331355
ای میل: almubahisulislamia@yahoo.com

......☆☆☆☆☆......